ہے۔﴿أَوَمَن يُنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ﴾[الزخرف ۱۸]

عورتیں ریشم کا لباس اور سونے وغیرہ کے زیورات استعمال کرسکتی ہیں۔اور بوقت ضرورت وہ ادھار لے کر بھی زیب وزینت اختیار کرسکتی ہیں۔[بخاری، کتاب اللباس، باب استعارة القلائد] البتہ وہ اپنی زیب وزینت کو غیرمحرم لوگوں سے چھپانے کی پابند ہے۔[سورۃ النور ۳۱] گھر سے باہر نکلنے کی صورت میں وہ عطر استعمال نہیں کرسکتی۔[النسائی، کتاب الزینة، باب ما یکرہ من الطیب]اور وہ ناز وفخر کے ساتھ اٹھلا کر نہیں چل سکتی۔[النور ۳۱]

[۳] **باہم قصہ گوئی:** حدیث میں ہے کہ گیارہ عورتیں مل بیٹھیں اور انہوں نے آپس میں اپنے اپنے خاوند کا قصہ سنایا، جس کی تفصیل رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو بتلائی۔ان خاوندوں میں سے سب سے بہتر ابوزرع تھا۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا:"**کنت لک کابی زرع لام زرع**" [بخاری، کتاب النکاح، باب ۸۲ حسن المعاشرة مع الاهل ۹/۱۶۳]

اس حدیث سے عورتوں کا مل بیٹھ کر قصہ گوئی کرنا ثابت ہوتا ہے۔مگر انہیں یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ غیبت اور چغلی حرام ہے۔

❁❁ اس مضمون کی تیاری کے لیے کتب ستہ (صحاح ستہ) اور ان کی شروحات سے استفادہ کیا گیا ہے۔نیز جناب نوید احمد صاحب کی کتاب "تفریح کا اسلامی تصور" سے بھی بھرپور فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

❁❁❁❁❁

قیمتی اقوال

- دوست ہزار کم ہیں، دشمن ایک زیادہ۔
- جو دوسروں کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ حقیقت میں اپنی برائیاں دوسروں میں تلاش کرتا ہے۔
- رکاوٹوں کے باوجود آگے بڑھنا اور دکھوں کو ہنسی سے جھیلنا ہی زندگی ہے۔
- فطرت کا قرب دل کو سادگی اور قناعت عطا کرتا ہے اور قناعت بے نیازی کو جنم دیتی ہے۔
- اپنے آپ کو سب سے بہتر و برتر خیال کرنا جہالت ہے اور جہالت سے بڑھ کر کوئی غربت نہیں۔
- حسد ایک ایسا زہر ہے جس کا کوئی تریاق نہیں۔
- کامیابی ان کے قدم چومتی ہے جنہیں کامیابی کا یقین ہوتا ہے۔
- کمزور پر ہاتھ اٹھانا بہادری نہیں، کم ظرفی ہے۔

❁❁❁❁❁❁

(محبوب الٰہی فاضل جامعہ دار العلوم)

تاریخ بلتستان قسط:12

ارض بلتستان

محمد اسماعیل فضلی

بدھ مت میں پولو کو مقدس کھیل مانا جاتا تھا، ابتدا میں یہ کھیل لاماؤں نے کرتب کے طور پر شروع کیا تھا، رفتہ رفتہ اس میں جدید قوانین اور تکنیک شامل ہو گئے۔ اس کھیل میں فتح کے لیے نو (۹) گول مقرر ہیں جو پورے تبت کے نو اعلیٰ لاماؤں یا گونپوں کی مناسبت سے مقرر کیے گئے تھے۔ گویا جس نے نو گول کیے اس نے نو پیشواؤں کی رضامندی حاصل کر لی۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس کھیل کی سرپرستی مذہبی پیشواؤں کے ہاتھ میں ہوتی تھی، مگر یہ بات غلط نظر آتی ہے۔

لوک کہانیوں سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ یہ کھیل قبل از بدھ مت بھی رائج تھا، مشہور لوک کہانی ''کسار رگیالفو'' سے پتہ چلتا ہے کہ جب ''کسار'' پغلدے رگیالفو'' خوریول'' کے بادشاہ سے اپنی ملکہ'' ھلائنو بروگمو'' کو چھڑانے گیا، اور'' ھلافو کیسر'' نے پغلدے کو شکست دیکر قتل کیا۔ اس نے'' ھلائنو بروگمو'' کے ساتھ واپسی کے سفر سے پہلے اس کے دونوں بچوں کے سر کاٹ لیے۔ اس کے بعد ھلائنو بروگمو کو یہ تأثر دیا کہ وہ فتح کے جشن کے طور پر پولو کھیلنا چاہتا ہے۔ انہوں نے جس پولو کو ہٹ لگایا وہ اس کے بیٹے کا سر تھا اور دوسری ہٹ جس پولو کو لگائی وہ اس کی بیٹی کا سر تھا۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ پولو بلتستان کا قدیم ترین کھیل تھا۔ جس کی ابتدا بلتستان سے ہوئی، کیونکہ'' پولو'' بلتی زبان میں گیند کو ہی کہا جاتا ہے۔

یہ کھیل جشن یا تہوار کے موقع پر کھیلا جاتا تھا۔ آج بھی 21 مارچ، 23 مارچ اور 14 اگست کے تہواروں کی جان بلتستان میں پولو کا کھیل مانا جاتا ہے۔ زمانہ وسطی میں اس کھیل کے ذریعے جنگوں میں حرب وضرب کی مشق کرائی جاتی تھی۔ جب منگولوں، تاتار قبائل اور ہندوستان کے طاقتور حکمرانوں نے کشور کشائی کی غرض سے اور بسا اوقات شکست خوردہ بیرونی افواج نے پناہ گاہ کے طور پر ان علاقوں کا رخ کیا تو یہاں کے نہتے مظلوم عوام اور خودغرض حکمرانوں کے ساتھ یہاں کے گونپے اور خانقاہیں بھی ان کے دستبرد سے محفوظ نہ رہ سکے۔

یہ وہ دور تھا جب عرب کے ریگستان اسلام کی ضیا پاشیوں سے منور ہو چکے تھے۔ دنیا کی دو عظیم حکومتوں روم اور ایران کے تصادم نے انسانی حیات کو اجیرن بنا دیا تھا۔ فرزندان آدم ہولناکیوں اور ہوسناکیوں کا سامنا کر رہے تھے۔ کبھی وہ خاقان کی سرحدوں کے اندر داخل ہو کر ان کی چراگاہوں اور زرخیز زمینوں کو تباہ و برباد کر دیتے تھے۔ کبھی تاتاری اور دیگر خانہ بدوش قبائل مختلف دروں کے ذریعے چراگاہوں کی تلاش میں بلتستان وارد ہوتے۔ وسط ایشیا کے یہ غیر متمدن قبائل یہاں آ کر وحشت اور

بربریت کا طوفان کھڑا کر دیتے۔ ان کی خونخواری سے طوائف الملوکی کے شکار بلتستان کے حکمران بھی محفوظ نہ تھے۔ کرگل، پوریگ اور روندو سے لے کر لداخ تک کا پورا علاقہ حملہ آوروں کی مرغوب شکارگاہ بن گیا۔ متمدن وحشیوں کے لرزہ خیز مظالم وقتاً فوقتاً بلتستان کی مختلف وادیوں میں ہلاکت خیزیوں کا سامان پیدا کر کے یہاں سے مال مویشی، غلہ واجناس اور زر وجواہر سمیٹ کر لے جاتے۔

کشمیر و ہندستان اور وسط ایشیا کے جوار میں قدیم تہذیب کا یہ گمنام علاقہ جب تک دنیا کی نظروں سے اوجھل تھا تب تک یہاں کے باشندے کبھی "ھلا" کی وساطت سے، کبھی لاماؤں کی دعاؤں کی بدلت اپنے تئیں محفوظ خیال کرتے تھے۔

جب بیرونی وحشی قبائل اور خانہ بدوشوں کے آئے دن حملوں، شورشوں اور انسانیت سوز مظالم نے علاقے کے توہم پرستوں کی خوش فہمیوں کو غلط ثابت کر دیا تو وہ اپنے مذہبی پیشواؤں کے سحر سے آزاد ہونے لگے۔ لوگ باطل عقائد سے دل برداشتہ ہوگئے۔ اب تک بیرونی طوفان یہاں کے فلک بوس برفانی پہاڑوں کی بھول بھلیوں میں کھو کر اپنے اثرات کھو دیتے تھے۔ دریاؤں اور پہاڑوں کے مابین نسبتاً وسیع اور زرخیز خطوں میں قائم چھوٹی چھوٹی خود مختار اور نیم خود مختار ریاستیں اب تک دنیا کے انقلابات اور حالات سے بے خبر تھیں۔ یہ وادیاں خوراک کی قلت، شدید سردی اور گلیشئر وں سے گھری سرزمین ہونے کی وجہ سے بیرونی حملہ آوروں سے محفوظ تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کے باسی امن وآشتی سے رہتے تھے، کشت وخون سے ناآشنا تھے۔ لیکن جہالت اور توہم پرستی کا عفریت جسے وہ اپنی مخصوص تہذیب اور اخلاقی و مذہبی روایات کا امین سمجھتے تھے، انہیں استبدادی قوتوں سے محفوظ نہ رکھ سکا۔ ان کا لوک ادب معبودوں کے متعلق ہوتا تھا۔ ان کی شعر وشاعری معبودوں کے قصائد، دشمنوں کی ہجو اور عاشقانہ واقعات پر مشتمل ہوتی تھی۔ جن کی بدولت ان کی قدیم تاریخ زندہ رہتی تھی۔ فرد کی زندگی کا اولین مقصد معبودوں اور راجہ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔ انہوں نے راجاؤں کے مابین ہونے والے خونریز معرکوں میں جرأت، بہادری اور جوانمردی کے جوہر دکھانے سے کبھی دریغ نہیں کیا تاریخی کہانیاں بتاتی ہیں کہ بلتی طبعاً امن پسند، صلح جو اور شریف ہونے کے ساتھ ساتھ مشکل اوقات میں انتہائی ضدی، خونخوار اور بہادر بھی تھے۔ انہی خصائص کی بنا پر علی شیر خان انچن لداخ سے چترال تک کا علاقہ فتح کر کے "فاتح بلورستان" کہلایا۔ سنگلاخ چٹانوں، یخ بستہ ہواؤں اور گلیشئر وں کے خطے نے انہیں سخت جان، سردمزاج اور شدید محنت کا عادی بنا دیا تھا۔

راجہ ہلدی کی کوششوں سے درہ سیاچن میں پالتو گلیشئر کی نشوونما ہوئی۔ جس سے نہ صرف درہ بند ہوگیا بلکہ اس کے دامن میں ایک عظیم شہر تیروم بھی دب گیا، جس سے تبت خورد وسط ایشیائی حملہ آوروں سے کسی قدر محفوظ ہوگیا۔ بیرونی حملہ آوروں سے امن پانے کے بعد یہاں کے راجگان کے درمیان خونریز جنگوں کا آغاز ہوا۔ یہ پرامن خطہ اور غربت کے پسے ہوئے غلامانِ راجگان کے خون ارزاں ہوگئے، بہت سے لوگ یہاں سے فرار ہو کر ہندوستان کی طرف چلے گئے۔ جبر واستبداد کی چکی میں پسے ہوئے لوگ عدل وانصاف اور رحم وکرم کے طلبگار تھے۔